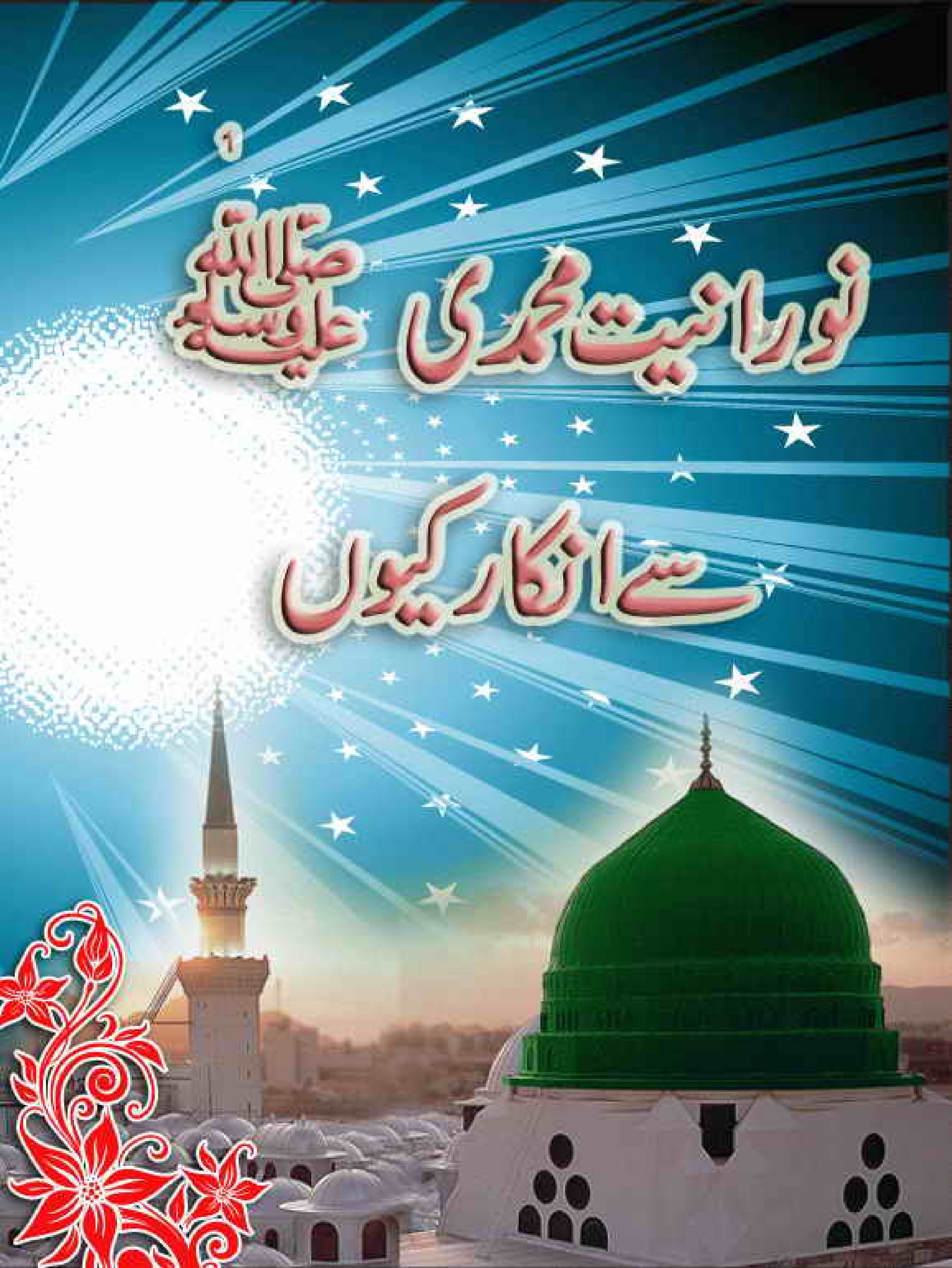

۱
نورانیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
سے انکار کیوں

آپ ﷺ کے وجود اطہر کا سایہ نہ تھا:

امام عبدالرزاق صحیح سند کے ساتھ فرماتے ہیں ”مجھے ابن جریج انہیں امام نافع اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا سایہ مبارک نہ تھا جب آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کے نور کی روشنی کا شمش پر غلبہ ہوتا، اس طرح کسی چراغ کے سامنے قیام ہوتا تو آپ کے نور کی روشنی کا چراغ پر غلبہ ہوتا۔

حدیث شریف۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی۔ ”سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا“ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق سے پہلے اپنے نور سے اپنے پیارے محبوب آقائے دوجہاں ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اور انسانوں کو ہدایت اور رہنمائی کیلئے آپ کو لباسِ بشریت پہنا کر تمام نبیوں کے آخر میں آپ کا ظہور فرمایا۔ ہمارے پیارے آقا ﷺ حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں اور ہماری رہنمائی کیلئے بشری لباس پہن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ بے مثل بشر ہیں پوری کائنات میں نہ کوئی آپ کی مثل تھا نہ ہے نہ ہوگا۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کا نور تخلیق فرمایا اور آپ ﷺ بشری صورت میں مخلوق کی ہدایت کے لئے تشریف لائے۔

اس موضوع میں بنیادی گفتگو یہ ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیعِ معظم ﷺ کی بے مثل بشریت میں کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ قرآنِ مجید برہانِ رشید کی متعدد آیات سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا بنیادی اختلاف آپ ﷺ کی نورانیت کے متعلق ہے، ہم اہلسنّت وجماعت آپ ﷺ کی بے مثل بشریت کے ساتھ ساتھ بے مثل نورانیت کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ لوگ جن کو ہمارے ساتھ اس مسئلہ میں اختلاف ہے وہ حضور ﷺ کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

اُصولی طور پر بحث کا قانون یہ ہے کہ جس نسبت میں اختلاف ہو، اس نسبت کے مدعی کے لئے اپنے دعوے پر دلیل پیش کرنا ضروری ہے اور منکر کے لئے اپنے انکار پر دلیل ضروری ہے، کیونکہ بشریت ایک اتفاقی مسئلہ ہے، اس پر کسی فریق کو اختلاف نہیں (اگر چہ اس موضوع پر بھی ان کا موقف انتہائی متضاد ہے کیونکہ فریقِ مخالف تو حضور نبی کریم ﷺ جو بڑے بھائی جتنا مقام و مرتبہ دیتا ہے، گاؤں کے چوہدری کی طرح خیال کرتا ہے، عام بشروں کی طرح مر کر مٹی میں مل جانے کا عقیدہ رکھتا ہے، آپ ﷺ کے مثل اور نبیوں کا عقیدہ رکھتا ہے) لہٰذا بشریتِ رسول ﷺ کو ثابت کرنے کے لئے ہمارے مخالفین کو کوئی دلیل پیش نہیں کرنی چاہیے اختلاف تو نورانیت

کے موضوع پر ہے۔ہم آپ ﷺ کو بے مثل نور مخلوق بھی مانتے ہیں اور وہ فقط عام سی بشریت مانتے ہیں۔اُصولی طور پر ہمارے ذمہ نبی اکرم، شفیعِ معظم ﷺ کے نور ہونے کے دلائل پیش کرنا ہیں اوران کے ذمہ آپ ﷺ کے نور نہ ہونے کے دلائل پیش کرنا ہیں۔

کیونکہ مخالفینِ اہلسنّت وجماعت کے پاس موٴقف کے رد میں کوئی دلیل ہی نہیں لہٰذا وہ خلطِ مبحث کرتے ہوئے ہمارے موٴقف کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں اور جو چیز (بشریت نبی اکرم ﷺ) اتفاقی ہے اس کے دلائل دینا شروع کر دیتے ہیں۔قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی بشریت والی آیات اس انداز سے پڑھنا اور تشریح کرنا شروع کر دیتے ہیں جیسے کہ ہم ان آیات کے منکر ہیں۔وہ آیات تو تب پڑھی جائیں، دلیل میں پیش کی جائیں جبکہ ہم نبی اکرم شفیعِ معظم ﷺ کی بے مثل بشریت کے منکر ہوں۔نبی کریم ﷺ کی بے مثل بشریت میں کسی کو اختلاف نہیں۔لہٰذا اُنہیں چاہیے کہ وہ کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش کریں جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہو کہ ہم نے آپ ﷺ کو نور بنا کے نہیں بھیجا یا نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں نور نہیں ہوں یا صحابہ نے ہی سرکار ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ آپ ﷺ نور نہیں تھے۔اس قسم کے دلائل ان کے دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہیں یا اُن کے

انکار کی دلیل بن سکتے ہیں۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں کہ جس میں کہا گیا ہو کہ

ما ارسلنک نوراً..............ہم نے آپ کو نور بنا کے نہیں بھیجا۔

کوئی ایسی حدیث شریف موجود نہیں ہے جس میں سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا ہو کہ

لست بنور....................میں نور نہیں ہوں۔

اور نہ ہی کسی صحابہ کا کوئی ایسا اثر موجود ہے جس میں کسی صحابی کا یہ عقیدہ ہو کہ

ماکان نبی نورا....................ہمارے نبی نور نہیں تھے۔

چونکہ اُصولی طور پر ان کے پاس اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود ہی نہیں لہٰذا وہ بحث کو غلط رنگ دیتے ہوئے بشریت کی آیات پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

اس موضوع پر جب بھی کسی سے گفتگو ہو تو اُصولی طور پر واضح کر لیں اور جب وہ دلیل پیش کریں تو ان کی غلطی کو فوراً پکڑیں کہ جس بات میں ہے ہی اتفاقِ رائے اس پر دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ بے مثل بشریت ہمارا قطعی

عقیدہ ہے،لہٰذا اس پر دلیل پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

پختہ طور پر اس مؤقف کو ذہن نشین کرلیں کہ

ہمارے ذمہ نبی اکرم ﷺ کی نورانیت پر دلیل دینا ہے جو کہ ہم پیش کریں گے۔

اور منکرین کے ذمہ نور نہ ہونے پر عدم نورانیت پر دلیل دینا ہے۔

ہمارا مؤقف بالکل واضح ہے اور قرآن حدیث اور آثار صحابہ سے ثابت ہے لیکن کوئی ایسی آیت، کوئی ایسی حدیث، کوئی ایسا اثر، کسی صحابہ کا قول پورے ذخیرۂ آثار میں نہیں ملتا کہ جس میں نبی کریم ﷺ کو نورانیت کی نفی ہو۔ ہمارا یہ اصولی مؤقف بحث ومباحثہ، مناظرہ کے اصولوں کے مطابق ہے۔

اب میں قرآن مجید فرقانِ حمید، احادیث اور آثار صحابہ سے اپنے مؤقف کے حق میں انتہائی اختصار سے دلائل پیش کرتا ہوں۔

قرآن مجید فرقانِ حمید سے دلیل:

جہاں تک قرآن مجید فرقانِ حمید سے دلیل پیش کرنا ہے تو نبی اکرم، شفیع معظم، نورِ مجسم ﷺ واصحاب وبارک وسلم کے نور ہونے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان پیش کرتا ہوں:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (پارہ ٦ سورۃ المائدہ،

آیت ۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (حضرت محمد ﷺ) آیا اور ایک روشن کتاب (قرآن مجید)۔

امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يعنی محمد صلی الله علیه وسلم

(تفسیر ابن عباس ص ۷۲)

اس آیت میں نور سے مراد جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات والا صفات ہے۔

مفسرین کرام، محدثین کرام، علماء عظام کی کثیر تعداد نے اس آیت کریمہ میں لفظ "نور" سے مراد نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو لیا ہے۔

چند حوالہ جات:

(۱) تفسیر کبیر جلد ۳، ص ۳۹۵

(۲) تفسیر روح البیان جلد ۸، ص ۳۷۰

(۳) تفسیر روح المعانی جلد ٦، ص ۹۷

(۴) تفسیر خازن جلد ۱، ص ۴۴۷

(۵) تفسیر ابن جریر جلد ٦، ص ۹۲

(۶) تفسیر مظہری جلد۳،ص ۶۷

(۷) تفسیر بیضاوی،ص ۹۴

(۸) تفسیر مدارک جلد۱،ص ۶۷

(۹) تفسیر معالم التنزیل جلد۳،ص ۲۳

(۱۰) تفسیر صاوی جلد۱،ص ۶۵۸

(۱۱) تفسیر حسینی جلد۱،ص ۱۴۰

(۱۲) تفسیر ابوسعود جلد۴،ص ۳۶

(۱۳) تفسیر سراج المنیر ص ۳۶

(۱۴) تفسیر ثنائی مائدہ ۱۱

(۱۵) تفسیر تبویب القرآن ص ۱۴۹

(۱۶) تفسیر محمدی جلد۲،ص ۲۳

(۱۷) تفسیر قاسمی جلد۶،ص ۹۲۱

(۱۸) تفسیر جلالین ص ۹۷۶

(۱۹) کتاب الشفاء جلد۱،ص ۱۷

(۲۰) شرح شفاء علی قادری جلد۱،ص ۵۰۵

(۲۱) شرح شفاء خفاجی جلد۲،ص ۴۴۸

(۲۲) موضوعات کبیر ص ۱۰۳

(۲۳) جواہر البحار جلد ۱، ص ۱۳

(۲۴) الحدیقۃ الندیہ جلد ۱، ص ۵۴

(۲۵) مدارج النبوت جلد ۱، ص ۶۳ جلد ۲ ص ۲۱۳

(۲۶) ترجمان القرآن بھوپالی جلد ۱، ص ۸۵۷

(۲۷) تفسیر عثمانی ص ۱۴۶

(۲۸) تفسیر معارف القرآن کاندھلوی جلد ۴، ص ۴۲

(۲۹) امداد السلوک ص ۸۵

(۳۰) رحمۃ للعالمین جلد ۳، ص ۱۹۳

(۳۱) شرح اسماء الحسنٰی ص ۱۵۱

(۳۲) اشرف الواعظ ص ۱۴۸

اور دیگر بہت سے سلف وخلف اور مخالفین کی کتب میں موجود ہے کہ

اس آیت میں نور سے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ ماننے کی توفیق دے۔ (آمین)

نوٹ: یہ حوالہ جات علامہ الحاج حافظ شفقات احمد گیلانی کے مضمون ''نورانیت مصطفےٰ ﷺ'' سے درج کیے گئے ہیں۔ (مرتب)

اس کی تصدیق اس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں آپ کی والدہ محترمہ پر آپ کی پیدائش کے وقت شام کے محلات روشن ہو جانے کا ذکر ہے۔

جس کی تصدیق غیر مقلدین کے عالم حافظ محمد صاحب لکھوی نے اپنی تفسیر محمدی، ص ۴۲۹ منزل ہفتم میں اس شعر میں کی ہے:

تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چمکارہ
جو شام ولایت شہر دسیاوے اس نوروں آشکارا
(تفسیر محمدی جلد ۴، ص ۳۹۱)

جو کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں آپ کے نور ہدایت ہونے کا ذکر ہے، ٹھیک ہے کہ آپ نورِ ہدایت بھی ہیں لیکن آپ نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت جو نور نکلا جس سے شام کے محلات تک آپ کی والدہ محترمہ پر روشن ہو گئے کیا وہ نورِ ہدایات تھا، وہ تو حسی نور تھا۔

نوٹ: دیوبندی شیخ التفسیر محمد ادریس کاندھلوی نے "سیرت مصطفےٰ" جلد ۱ ص ۵۳ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

منکرین کے بہت سے اکابرین نے بھی اس آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو لیا ہے۔ یہاں تک کہ اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب میلاد النبی ﷺ میں اسی آیت کو موضوع سخن

بناتے ہوئے بار بار یہ ثابت کیا ہے اور معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں اور نور سے مراد نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کی ذات اقدس کو ہی لیا ہے۔

قرآن مجید، برہانِ رشید سے سید عالم ﷺ کا نور ہونا ثابت ہوا۔ یہ ہمارے دعوے کی دلیل ہے، اب مخالفین کو چاہئے کہ وہ ایسی ضعیف روایت ہی پیش کریں جس میں نبی ﷺ کے نور ہونے کی نفی ہو۔ پھر سے کہوں گا کہ بشریت کی آیات پیش نہیں کرنے دی جائیں گی،

کیونکہ وہ آیات، احادیث، آثار ہمارے خلاف نہیں، بشریت ہمارے نزدیک ایک قطعی عقیدہ ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

چند دلائل کے حوالے جات:

چند مزید آیات جن سے مفسرین اور علماء عظام نے آپ کی نورانیت کو بیان کیا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ یریدون ان یطفوا نورا اللہِ بافواھم و یابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون . (پارہ 10، سورہ التوبہ، آیت 32)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے بُرا مانے کافر۔

۲۔ الله نور السموات والا رض ط مثل نوره كمشكوٰة فيها مصباح ط المصباح فی زجاجة ط الزجاجة كاانها كوكب دری يو قد من شجرة مبركة زيتونة لا شرقية ولا غربية يكاد زيتها يضیء ولو لم يمسسه نار ط نور علی نور ط

(پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۳۵)

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا' اسکے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اسمیں چراغ ہے' وہ چراغ ایک فانوس میں ہے' وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی چمکتا' روشن ہوتا ہے' برکت والے پیڑ زیتون سے' جو نہ پورب کا نہ پچھم کا' قریب ہے اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔

۳۔ یاایها النبی انا ارسلنک شاهدا ومبشرا ونذيرا O و داعيا الی الله باذنه و سراجا منيراً.

(پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۴۵، ۴۶)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

۴۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی O مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی O وَمَا
يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی O اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰی O
(پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱ تا ۴)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے' تمہارے صاحب نہ بہکے' نہ بے راہ چلے' وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے' وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

کیا بشریت اور نُورانیت جمع نہیں ہو سکتے ..؟؟

محترم قارئین!

بشریت ایک ثابت چیز ہے اس کا انکار کوئی نہیں کرتا۔ بشریت ایسی چیز نہیں جو نورانیت کے ساتھ جمع نہ ہو سکے۔

ہم بشر ہیں لیکن نور نہیں ہیں لیکن کچھ بشر ایسے ہوتے ہیں جو نور بھی ہوتے ہیں کیونکہ بشر کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ بشر وہ ہے جو مٹی کا بنا ہو۔

بشر عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے **ظاہر الجلد**۔ جس کی ظاہر جلد نظر آئے' اسے بشر کہا جاتا ہے خواہ اس کی حقیقت کچھ بھی ہو' اسی لئے قرآن مجید فرقان حمید میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بشر کہا گیا ہے حالانکہ وہ نور ہیں۔

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ (پارہ ١٦،

سورہ مریم، آیت ١٧)

تو اسکی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا' وہ اسکے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام' حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشر کی صورت میں ظاہر ہوئے حالانکہ سب کے نزدیک' بالاتفاق' حضرت جبرائیل امین نور ہیں' اس کے باوجود ان کو نور کہا گیا۔

محترم قارئین!

نورانیت اور بشریت' آگ اور پانی کی طرح دو متضاد (opposite) چیزیں نہیں ہیں کہ ایک جگہ جمع نہ ہوسکیں۔

بشر کا مطلب صرف ظاہر الجلد ہوتا ہے۔ خواہ اس کی حقیقت نور ہو' خواہ مٹی ہو۔

ایک مقام ہے کہ حقیقت مٹی ہے اور ظاہر الجلد ہونے کی وجہ سے بشر ہے۔

اور ایک وہ مقام ہے کہ حقیقت نور ہے اور ظاہر الجلد ہونے کی وجہ سے اس پر بھی بشر کا اطلاق کیا گیا' جس طرح قرآن مجید نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بشر بھی کہا حالانکہ انکی حقیقت نور ہے' ایسے ہی سید عالم

نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر بھی کہا گیا حالانکہ آپ کی حقیقت نور ہے' اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ جیسا کہ معراج کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

معراج کی رات حضرت جبرائیل امین نور ہونے کے باوجود سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ گئے کہ کہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے جلووں سے جل نہ جائیں لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت ایسی قوی اور مضبوط نورانیت ہے کہ آپ اس مقام سے بھی آگے گزر گئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے انوار تجلیات کا مشاہدہ فرمایا۔

کیا عبد نُور نہیں ہو سکتا؟

لفظ عبد سے بھی کچھ لوگ مغالطے ڈالتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ عبد کا اطلاق کیا ہے اور عبد کا معنی بندہ ہوتا ہے۔ لہذا آپ عبد ہیں نور نہیں جس طرح کہ ہم عبد ہیں اور نور نہیں۔

بلاشبہ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد ہیں اور یہ سراسر مغالطہ ہے کہ عبد نور کا نہیں ہوتا کیونکہ عربی زبان کی کسی لغت میں عبد کی

تعریف یہ نہیں کی گئی کہ عبد وہی ہوسکتا ہے جو مٹی کا ہو۔ عربی زبان میں عبد کا اطلاق عام ہے۔ عبد مٹی کا بندہ بھی ہوسکتا ہے اور نوری مخلوق کو بھی عبد کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید برہان رشید میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالُو اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○

(پارہ ۱۷، الانبیاء آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: اور بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا' پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے۔

فرشتوں پر عباد کا اطلاق کیا گیا' عباد عبد کی جمع ہے۔

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے عبد کہا حالانکہ فرشتے مٹی کے نہیں بلکہ نوری مخلوق ہیں۔ لہذا نوری مخلوق کو بھی عبد کہا جاتا ہے۔

لفظ عبد سے کسی کے نور کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ کچھ عبد مٹی کے ہیں اور کچھ عبد نوری ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی نوری مخلوق کو عبد فرمایا ہے۔

المختصر سید عالم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بے مثل عبد بھی ہیں اور نور بھی ہیں۔

لفظ مثلکم کی وضاحت:

بَشَرٌ مِّثْلُکُم ُکا اطلاق اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا ہے یا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں کیا ہے۔

یا مشرکین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور پہلے زمانے کے مشرکین نے انبیاءکرام کے بارے میں استعمال کیا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔(پارہ ۱۶،سورہ الکہف،آیت ۱۱۰)

ترجمہ:تم فرماؤظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔(پارہ ۱۸،سورہ المومنون،آیت ۲۴)

ترجمہ:یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی۔

مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَاْ کُلُ مِمَّا تَاْ کُلُوْنَ مِنْہُ وَیَشْرَبُ مِمَّاتَشْرَبُوْنَ (پارہ ۱۸،سورہ المومنون،آیت ۳۳)

ترجمہ:یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے۔

قَالُوْآ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔(پارہ ۱۳،سورہ ابراہیم،آیت ۱۰)

ترجمہ: بولے تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو۔

جہاں تک لفظ مثل کا آجانا ہے تو وہ من وجہ مثلیث بیان کرنا مقصود تھا۔

اس سے خالق کائنات کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ اُمتی ہر لمحہ، ہر تقریر اور درس میں یہ نعرے لگاتا رہے کہ وہ ہماری مثل ہیں، ہم ان کی مثل ہیں۔ لہذا ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں (معاذ اللہ عزوجل) ان کے بھی دو ہاتھ۔۔۔ اس قسم کی پوری گردان ہے۔

اللہ تبارک وتعالٰی نے جو لفظ ارشاد فرمایا تو اس لئے اے لوگو! خالق نہ ہونے میں میرے انبیاء کرام تمہاری مثل ہیں جیسے تم خالق نہیں ایسے ہی وہ بھی خالق نہیں بلکہ میری مخلوق ہیں۔

یہ من وجہ مثلیث بیان کرنے کا مقصود یہ تھا کہ کوئی آپ کو اللہ کا بیٹا نہ کہے، کوئی آپ کو اللہ کی جز نہ کہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی خالق نہیں ہیں، بلکہ مخلوق ہیں۔

اسی مذکورہ بالا پہلی آیت کو ملاحظہ فرمائیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ (پارہ ۱۶، سورہ الکھف، آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی

آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

اس قسم کے ارشادات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام کی توہین اور ان کو اپنے جیسا عام بشر قرار دینے کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔

میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر اس قسم کے الفاظ کو نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وشان کو ہلکا کرنے کیلئے استعمال کیا جائے تو یہ سراسر گستاخی و بے ادبی میں شمار ہوگا۔

تم کہتے ہو کہ کئی بار یہ لفظ مثل نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام کیلئے اللہ تبارک وتعالٰی نے استعمال فرماتا ہے تو پھر ہمیں مثل استعمال کرنے میں کیا حرج ہے؟

میں ان حضرات کی توجہ ایک اور آیت کی طرف بھی مبذول کراتا ہوں۔قرآن مجید، برہان رشید میں یہ لفظ مثل وہاں بھی استعمال ہوا ہے اسکو بھی اپنے بارے میں ضرور استعمال کیا کریں۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُم. (پارہ ۷،سورہ الانعام،آیت ۳۸)

ترجمہ:اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا (چوپایہ) اور نہ کوئی پرندہ کہ

اپنے پروں پر اُڑتا ہے مگر تم جیسی اُمتیں ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں بھی لفظ مثل استعمال فرمایا ہے۔

زمین میں جو بھی چوپایہ ہے وہ تمہاری مثل ہے اور تم اسکی مثل ہو۔

جو بھی پرندہ ہے وہ تمہاری مثل ہے اور تم اسکی مثل ہو۔

قارئین! غور طلب بات یہ ہے کہ چوپائیوں میں کتا بھی ہے اور خنزیر بھی ہے اور اس قسم کے دوسرے خبیث جانور بھی ہیں۔ پرندوں میں کوا بھی ہے۔

یہاں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے لفظ مثل استعمال فرمایا ہے۔ لہذا اب ان لوگوں کو چاہیے کہ قرآن مجید کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے روزانہ تقریر میں' اپنے درس وتدریس، اپنی تحریروں میں بار بار لکھیں کہ ہم ان کی مثل ہیں۔

وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا کریں کے ہم کتے کی مثل ہیں، خنزیر کی مثل ہیں، کوے کی مثل ہیں لیکن آج تک اس طرح کی مثلیت کے بارے میں تحریر یا تقریری طور پر اقرار نہیں کیا، اعلان نہیں کیا۔

جیسے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے ہیں۔ وہ ہماری مثل تھے اسی طرح یہ بھی کہا کریں کہ ہم کتے جیسے

ہیں' خنزیر جیسے' کوے جیسے ہیں کیونکہ قرآن مجید کا وہی لفظ مثل اس مقام پر بھی استعمال ہوا ہے کہ وہ تمہاری مثل ہیں۔

محترم قارئین!

لمحہ فکریہ ہے کہ وہ جو عظیم ہے' مقام و مرتبہ میں بلند و بالا' ارفع و اعلیٰ ہے۔

اُدھر تو ہاتھ بڑھانے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں' جو گھٹیا مقام و مرتبہ والا ہے اس کیلئے استعمال نہیں کرتے کیونکہ اگر استعمال کریں تو ان کی اپنی توہین ہوتی ہے۔

جس انداز میں یہ لفظ مثل کو استعمال کرتے ہیں اس سے یہ نبی اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسری کرنے کی کوشش کرتے ہیں' ان کے ہم پایہ بننے کی کوشش کرتے ہیں' ان کی برابری کی کوشش کرتے ہیں۔

لہٰذا اب ان لوگوں کو چاہیئے کہ قرآن مجید کی دوسری آیت پر بھی عمل کریں اُدھر بھی ہاتھ بڑھائیں لیکن اس آیت پر عمل نہیں کرتے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب یہ اپنے سے نیچی مخلوق کی مثل بننا پسند نہیں کرتے تو نبی اکرم' نورِ مجسم' شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارے میں اپنے مثل ہونے کا دعویٰ کر کے آپ کے مقام و مرتبہ کو کم کر کے نیچے لانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟

یہ اپنے مقام سے اوپر کیوں بڑھتے ہیں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو حضور نبی اکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ فضیلتیں عطا فرمائیں ہیں کہ انبیاء اور رُسل میں سے بھی کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔

المختصر نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جو لفظ مثل استعمال ہوا ہے وہ من کل وجوہ مثلیت نہیں ہے۔ اسی طرح یہاں جو یہ کہا گیا ہے کہ تم جانوروں کی مثل ہو، یہ بھی من کل وجوہ مراد نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان جانوروں کا خالق بھی اللہ ہے اور تمہارا خالق بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔

تم مخلوق ہونے میں کتے کی طرح ہو، خنزیر کی طرح ہو، کوے کی طرح ہو لہٰذا پھر بھی عمومی طور پر کوئی بغیر تاویل کے اس کا اطلاق اپنے بارے میں استعمال کرنا پسند نہیں کرتا کہ میں فلاں جانور کی مثل ہوں۔

جب یہ لفظ خود اپنے لئے استعمال کرنا توہین سمجھا جاتا ہے تو اس اسلوب میں یہ لفظ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بھی استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے جس سے آپ کی توہین اور تحقیر کا پہلو نکلتا ہو۔

اب چند احادیث ملاحظہ ہوں:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے صحابہ کرام علیھم الرضوان کو فرمایا:

۱۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔تم میں میری مثل کون ہے؟

(صحیح بخاری شریف جلد ۱،ص ۲۴۶،مطبوعہ مصر)

۲۔ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ۔میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں۔

(صحیح بخاری شریف جلد ۱،ص ۲۴۶)

۳۔ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلُکُمْ۔میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں۔

(صحیح بخاری شریف جلد ۱،ص ۲۶۳)

۴۔ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ ۔میں تمہاری صورت وشکل وہیت کی مانند نہیں ہوں۔

(صحیح بخاری شریف جلد ۱،ص ۲۴۷)

ان تمام احادیث میں اپنی مثل قرار دینے والوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

احادیث نبویہ سے نورانیت مصطفی ﷺ کا ثبوت

۱۔ حضرت امام عبدالرزاق اپنی کتاب ”مصنف عبدالرزاق“میں اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللہِ ! بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ! اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ .. الخ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کونسی ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے پیدا فرمایا؟ سید دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی مکرم علیہ السلام کا نور پیدا فرمایا۔

امام عبدالرزاق صاحب ''مصنف'' اس حدیث کے مخرج ہیں جو سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگردِ رشید، امام احمد کے استاد گرامی منزلت اور امام بخاری ومسلم جیسے محدثین کے استاذ الاساتذہ ہیں۔

ہر زمانہ میں اُن کی ذات گرامی نقد ونظر سے بالاتر رہی۔ اکابر آئمہ دین، یگانہ روزگار محدثین ومحققین اُن کی فضیلت وتبحر علمی کے قائل رہے۔ چنانچہ محدثین کے پیشوا اور سر تاج امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کی جلالت شان کے متعلق فرماتے ہیں:

قَالَ اَحْمَدُ بِنْ صَالِحِ الْمِصْرِیْ قُلْتُ لِاَحْمَدَ بِنْ حَنْبَلَ اَرَاَئِیْتَ

اَحَداً اَحْسَنَ حَدِیْثٍ مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ لاَ

(تہذیب التہذیب ۶/۳۱۱)

احمد بن صالح مصری کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے حدیث پاک کے سلسلہ میں کوئی شخص امام عبدالرزاق سے بہتر دیکھا ہے؟ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے ان سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا"

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے اپنی سند سے مرفوعاً بیان فرمایا ہے:

اور ان سے اجلّہ آئمہ دین اور جلیل الشان محدثین نے اپنی اپنی مستند کتابوں میں اس حدیث کو نمایاں مقام پر رکھا' اس پر اعتماد کیا اور اس سے کئی ایک مسائل کا استنباط کیا۔

چنانچہ اس حدیث کو

۱۔ امام بیہقی نے ۔۔۔۔۔۔۔دلائل النبوۃ میں

۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری نے ۔۔۔مواہب اللدنیہ میں (جلد۱،ص۳۴)

۳۔ امام ابن حجر مکی نے ۔۔۔۔۔۔افضل القریٰ میں

۴۔ علامہ دیار بکری نے ۔۔۔۔۔۔تاریخ خمیس میں (جلد۱،ص۲۰)

۵۔ علامہ زرقانی نے۔۔۔۔۔۔زرقانی میں (جلد ا،ص ۴۷)

۶۔ علامہ فاسی مصری نے۔۔۔۔۔مطالع المسرات میں (ص ۲۱۰)

۷۔ حافظ حلبی نے۔۔۔۔۔۔۔سیرت حلبی ہمیں (جلد ا،ص ۳۱)

۸۔ ملا علی قاری نے۔۔۔۔۔میلادنامہ میں

۹۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے۔۔۔مدارج النبوت میں (ص ۳۶۰)

۱۰۔ علامہ یوسف نبھانی نے۔۔۔۔انوار محمدیہ میں (ص ۲۶)

اور دیگر بہت سے علماء کرام اور آئمہ حدیث نے اس حدیث کو بغیر کسی نقد ونظر اور جرح کے نقل فرمایا ہے۔

ملت بیضا کے ان مقتدر اکابرین اور رفیع الشان محدثین کا اس حدیث کو قبول کرنا اور اپنی مستند کتابوں میں تحریر کرنا اس حدیث کی صحت کی واضح اور قوی دلیل ہے۔

ع۔۔۔مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

لطف کی بات یہ ہے کہ جماعت دیوبند کے حکیم الامت اپنی کتاب "نشر الطیب" (جس کے تعارف میں آپ نے فرمایا ہے کہ "اس کتاب میں صحیح روایات جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے) کا آغاز بھی اسی

حدیث جاں نواز سے کرتے ہیں۔

پہلی فصل:

''نورِ محمد ﷺ کے بیان میں'' اس عنوان کے نیچے امام عبدالرزاق کی یہی حدیث صحیح نقل کر کے تبصرہ کرتے ہیں۔

''اس حدیث سے ''نورِ محمدی ﷺ'' کا اوّل الخلق ہونا باولیتِ حقیقیہ ثابت ہوا''

محترم سامعین! اس حدیث صحیح جلیل میں ہے کہ تیرے نبی ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا'

تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے مثل ذات سے کوئی جزو علیحدہ کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا دیا گیا۔

خالق کائنات جزو سے پاک ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ہرگز اللہ تبارک وتعالیٰ کی جزو نہیں ہیں' اللہ کا کوئی حصہ نہیں ہیں' خالق کائنات کی بے مثل ذات کا معاذ اللہ کوئی ٹکڑا نہیں ہیں۔

نبی اکرم' نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو لفظ من استعمال ہوا ہے وہ من تبعیضیہ نہیں ہے بلکہ من بیانیہ (ابتداء غایت کیلئے) ہے۔

جس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ۔ (سورۃ ص:۷۲)

میں نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں اپنی طرف کی روح پھونکی

مِنْ رُوْحِيْ۔۔۔۔اپنی روح سے

یہاں بھی من روحی میں من کا استعمال ہے اور جن کے بارے میں استعمال کیا گیا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا جزو نہیں ہے' اللہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکی طرف اپنی اضافت ان کی شرافت واضح کرنے کیلئے کی کہ میرے ارادہ کا ان کے ساتھ جو تعلق ہوا ہے' درمیان میں کوئی اور واسطہ نہیں تھا۔

نبی اکرم' نورِ مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور من نور اللہ میں من تبعیضیہ کا ہرگز نہیں بلکہ ان کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ان کے بلا واسطہ تعلق کو بیان کرتا ہے۔

اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کیلئے قرآن مجید میں ہے:

وَكَلِمَتُهٗٓ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ۔

(پارہ ۶، رکوع ۳، سورۃ النساء، آیت ۱۷۱)

پچھلے سال شارجہ میں جامع مسجد سفیان ثوری میں میرا مناظرہ

ہوا تھا۔ان کے ساتھ مناظرہ تو اور موضوع پر تھا لیکن جب وہ شکست کھا گئے تو انہوں نے نور من نور اللہ کی بحث شروع کردی کہ اس طرح تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا جزو ہونا لازم آتا ہے۔

ان کے اعتراض کے جواب میں،میں نے انہیں آیات سے استدلال کیا اور وہ لاجواب رہ گئے۔مزید برآں نبی اکرم،نور مجسم،شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت تو ایسی حقیقت ہے کہ جس کو عقل وخرد کے ترازو میں تولا ہی نہیں جا سکتا بلکہ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لینے میں ہی عافیت ہے۔

خالق کائنات نے آپ کی جو حقیقت بنائے کیا اس کو عقل وخرد کے ترازو میں تولا جا سکتا ہے؟نہیں ہرگز نہیں۔لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ آپ کی بے مثل بشریت ونورانیت کو ہر لحظہ تسلیم کرتا رہے۔

اسی طرح سورہ جاثیہ میں خالق کائنات نے فرمایا جمعیا منه (آیت ۱۳)

یہاں بھی مِن بیانیہ کا ہے ورنہ ثابت ہوگا کہ سب چیزیں اللہ کی جزو ہیں۔

مِنْ نُورِہٖ میں اضافت بیانیہ ہے اور تشریف وتفخیم اور تعظیم وتکریم کیلئے ہے۔جیسے بَیْتُ اللہ نَاقَتُہ اللہ اور رُوحُ اللہ میں اضافت عزت وشرافت کیلئے ہے۔

الغرض من نورہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی واسطہ کے تخلیق عالم سے اوّل نور محمدی کو پیدا فرمایا اور اسی بلاتو سط غیر کو من نورہ سے تعبیر فرمایا گیا۔

آثار صحابہ سے نورانیت مصطفی ﷺ کا اثبات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس عقیدے کا اظہار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام جابجا کرتے رہے۔امام ترمذی نے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل اکٹھے کئے اس میں اور دوسری کتب احادیث میں متعدد ایسے آثار ہیں جن میں انہوں نے نبی اکرم ،نور مجسم ،شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کو بیان کیا۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے:

یتلاء لئو وجھه تلا لوء القمر لیلة البدر۔

(ترمذی شریف،شمائل ترمذی)

آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان الشمس تجری فی وجھه۔

(مشکوٰۃ باب اسماء النبی ﷺ ،دوسری فصل)

گویا سورج آپ کے چہرے میں چمکتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

اذا تکلم ری ی کانور یخرج من بین ثنایاہ۔

(مشکوٰۃ باب اسماء النبی ﷺ، تیسری فصل)

جب آپ گفتگو فرماتے تھے تو اُن سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی طرح کا تھا۔

قال لابل مثل القمر۔ (ترمذی شریف ابواب المناقب)

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نہیں" بلکہ چاند کی مثل تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت تبسم میں نور افشانی کا منظر ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

اذا ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتلالاء فی الجد

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تو آپ کے نور سے دیواریں جگمگا اُٹھتیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ:

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازھر

اللون كان عرقة اللو لوء (مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفاتہٗ پہلی فصل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمک دار رنگ والے تھے اور پسینہ مبارک موتیوں جیسا ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لم ارقبلہ ولابعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ الترمذی وقال ہٰذا حدیث حسن صحیح، مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری فصل)

میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا شخص نہیں دیکھا۔

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما:

ابوعبیدہ محمد بن عمار بن یاسر کا بیان ہے کہ میں حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ ہمارے لئے بیان فرمایئے۔

آپ نے فرمایا:

یابنی لورأیتہ رایت الشمس طالعۃ

(مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری فصل)

اے بیٹے! اگر تم انہیں دیکھتے تو گویا طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھ لیا۔

چند حوالہ جات:

آپ کے نور مبارک کے پشت در پشت منتقل ہونے کی بہت سی روایات ہیں۔ حضرت عبد المطلب کا مشہور ابرہہ کے ہاتھی کا واقعہ آپ یقیناً جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور ظاہر ہونے اور پیدائش کے وقت نور کی جلوہ فرمائی کی کثیر روایات ہیں۔

☆ آپ کی نور کے اضافہ کیلئے دعا کی صحیح احادیث ہیں

☆ آپ کے سایہ نہ ہونے کی روایات ہیں

دیوبندیوں کے قطب عالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند وظاھر است کہ بجز نور ھمہ اجسام ظل می دارند (امداد السلوک ص ۵۸)

تواتر سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

محترم سامعین! یہ ایک طویل موضوع ہے اور اس کے بڑے دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو راہ ہدایت دکھائے جو آپ کی نورانیت کے انکاری ہیں۔ قسمت کا معاملہ ہے کہ یہ لوگ اگر ماننے پر آئے تو انہوں نے اپنے مولویوں

کونور مجسم کہہ دیا اور اگر انکار کرنے پر آئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کر دیا۔

اب دیکھیں جب ان کے قطب العالم رشید احمد گنگوہی فوت ہوئے تو محمود الحسن دیوبندی، جو ان کے شیخ الہند ہیں، نے رشید احمد گنگوہی کا مرثیہ لکھا جسے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور نے شائع کیا۔ اس کے صفحہ ۱۱ میں یہ شعر موجود ہے۔

ے چھپائے جامۂ فانوس کیونکر شمع روشن کو
تھی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی

یعنی جس وقت رشید احمد گنگوہی کا مردہ جسم پڑا ہوا تھا اور اوپر کفن تھا۔
محمود الحسن دیوبندی نے لکھا کہ:

ع۔۔۔۔۔چھپائے جامۂ فانوس کیونکر شمع روشن کو

ہمارے قطب عالم کا جسم ایک شمع روشن ہے اور اوپر کفن جو ہے وہ فانوس ہے۔ فانوس شمع روشن کو کیونکر چھپا سکتا ہے۔

ع۔۔۔۔۔تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی

کہتا ہے کہ ہمارے قطب عالم صاحب نور مجسم ہیں' کفن پہننے کے باوجود ہمیں ننگے ہی نظر آ رہے ہیں۔ ان کے جسم میں اتنا نور تھا کہ کفن کا کپڑا پردہ

نہیں بن رہا تھا۔

جب ہم نبی اکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ مجسم کہیں تو کہتے ہیں کہ نورِ مجسم نہیں کہنا چاہیے، اب اپنے مولوی کو بھی نورِ مجسم کہہ رہے ہیں۔

ع۔۔۔۔تھی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی

ہم کہتے ہیں کہ نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ مجسم کہا تو شرک ختم ہو جاتا ہے کیونکہ جب ہم نورِ مجسم کہتے ہیں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ وہ نور ہے جو نورِ مخلوق ہے

اللہ جسم سے پاک ہے، اللہ مخلوق ہونے سے پاک ہے۔

لیکن سرکار کا جو نور ہے یہ جسم ہے، نورِ مخلوق ہے۔

ہم نورِ مجسم اس لئے کہتے ہیں کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم وہ نور مانتے ہیں جو جسم کے بغیر ہے۔

محترم میں نے آپ کو کہا تھا کہ "تاخیر کو تسخیر مت سمجھے گا"، کیونکہ

جہاں میں اہلِ حق بصورتِ خورشید جیتے ہیں،

اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے۔

آخر میں صرف اتنا کہوں گا کہ

ہم ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے،

ہم پیروئِ حنبل و نعمان کریں گے،

ہم اہلِ حق! اور جھکیں موت کے آگے۔!

ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے۔

واخر دعوٰنا ان الحمدلله رب العالمین